جابر بن عبداللہ انصاری پہلا زائر اربعین حسینی

محمد لطیف مطہری کچوروی

جابر بن عبداللہ انصاری، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ صحابی ہیں جنھوں نے دوسری بیعت عقبہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ وہ کثیر الحدیث صحابی اور حدیث لوح کے راوی ہیں۔ حدیث لوح میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیعہ ائمہ معصومین علیہم السلام کے اسماء مبارک کو ذکر فرمایا ہے۔ جابر کے والد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہجرت سے پہلے ایمان لائے اور دوسری بیعت عقبہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عہد کیا اور ان بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے جنہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قبیلوں کے نمائندوں کے طور پر مقرر کیا تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد عبد اللہ نے مدینہ منورہ میں دین اسلام کی تبلیغ کے لئے کوشش کی۔ ابن کثیر دمشقی جابر کے والد عبداللہ کے بارے میں لکھتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا وندآپ کو اے انصار جزائے خیر دے خصوصا العمرو بن حرام (جابر کا

کنبہ) اور سعد بن عبادہ کو۔ا۔ عبداللہ غزوہ بدر میں شریک تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے۔۲۔

جابر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کی جنگوں اور اہم واقعات میں موجود تھے ، جیسے : غزوہ بنی مصطلق، غزوہ احزاب، غزوہ بنی قریظہ ، صلح حدیبیہ ، غزوہ خیبرہ ،سریہ خبط ، فتح مکہ ، محاصرہ طائف اور غزوہ تبوک ۔ ۳۔ مورخین اور محدثین نے جابر بن عبد اللہ انصاری کا نام ان لوگوں کی فہرست میں ذکر کیا ہے جو حضرت علی علیہ السلام کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں ایمان لانے والوں میں سے سب سے پہلے قرار دیتے ہیں۔ ۴۔ شیخ مفید نے جابر کو ان اصحاب کی فہرست میں شامل کیا جو حضرت علی علیہ السلام کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین بلافصل سمجھتے ہیں۔ شیخ صدوق ،ابو زبیر مکی(جو جابر کے شاگردوں میں سے تھے) نقل کرتا ہے: میں نے جابر کو مدینہ میں انصار کے محلوں اور ان کے محافل میں عصا ہاتھوں میں لئے گھومتے ہوئے دیکھا جبکہ وہ یہ کہ رہے تھے : اے گروہ انصار: اپنے فرزندوں کی تربیت حب علی علیہ السلام کے ساتھ کیا کرو اور جو اس سے انکار کرے تو اس کی ماں کے کردار کا جائزہ لو ۵۔

ایک دن امام باقر علیہ السلام نے جابر سے حضرت عائشہ اور جنگ جمل کے بارے میں پوچھا۔ جابر نے جواب دیا: ایک دن میں عائشہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ علی بن ابی طالب کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے اپنا سر جھکایا اور ایک لمحے کے بعد سر اٹھا کر یہ اشعار پڑھنا شروع کیا: "جب سونے کو جلایا جاتا ہے، تو اس سے ساری ملاوٹیں اور ناخالصی نکل جاتی ہے۔ ہم انسان بھی خالص اور ناخالص ہیں۔ علی ہمارے درمیان ایک معیار ہے جو کھرے اور کھوٹے کو سرے سے الگ کرتا ہے۔٦۔

جابر کہتے ہیں: ہم بصرہ میں امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ تھے، جنگ ختم ہو گئی اور میں رات کو اصحاب کے ایک گروہ کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور پوچھا تم لوگ کیا گفتگو کر رہے ہو؟ میں نے کہا: ہم دنیا کی برائی کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جابر! دنیا کی برائی کیوں کر رہے ہو؟ اس کے بعد آپ نے خدا کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد دنیا کے فوائد پر گفتگو کی اور پھر میرا ہاتھ پکڑ کر قبرستان لے گیا اور مرنے والوں کے بارے میں بات کی۔٧۔ اسی طرح جنگ صفین اور نہروان میں بھی جابر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں رہا۔ نہروان سے واپس آتے وقت جو واقعہ پیش آیا تھا جابر نے اسے بھی نقل کیا ہے۔٨۔

کتاب وقعہ الصفین جو قدیم کتابوں میں سے ایک کتاب ہے، جابر بن عبد اللہ سے نقل ہوا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معاویہ اس حالت میں مرے گا کہ وہ میری امت میں شامل نہیں ہوگا۔۹۔ معاویہ کے بارے میں جابر کا موقف اس حدیث سے واضح ہو جاتا ہے کیونکہ جابر نے اس حدیث کو مستقیما اور کسی واسطہ کے بغیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔اسی طرح یہ واقعہ بھی جابرکے موقف کی عکاسی کرتا ہے۔ حضرت امام علی علیہ السلام کی خلافت کے آخری سال میں معاویہ نے تین ہزارافراد کو بسر بن ارطاۃ کی سربراہی میں مدینہ بھیجااور بسر بن ارطاۃ سے کہا: مدینہ جاو اوروہاں افراد کو منتشر کرو۔ تم جہاں بھی جاو لوگوں کو ڈراؤ۔ جوہماری اطاعت سے انکار کرے ان کے اموال کو لوٹ لو ، اور اہل مدینہ کو ڈرا کر یہ بات سمجھانے کی کوشش کرو کہ ان کے پاس اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ لشکر معاویہ جب مدینہ پہنچاتو انہوں نے معاویہ کے احکامات پر عمل کرنا شروع کیا۔ مدینہ کے لوگوں کو جنگی سہولیات اورافراد کی کمی کا سامنا ہوا جس کی وجہ سے بیعت کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ملا۔ قبیلہ بنی سلمہ جو جابر کا رشتہ دار تھا ، بھی بیعت کے لئے بسر بن ارطاۃکے پاس پہنچا۔ اس نے پوچھا کہ جابر بھی ان کے ساتھ ہے یا نہیں۔انہوں نے کہا نہیں۔اس نے کہا جب تک جابر ان کے ساتھ نہیں آتا تب تک ان سے بیعت نہیں لوں گا۔ جابر کہتے ہیں: میں ڈر

گیا اس لئے وہاں سے بھاگ گیا۔ لیکن بسر نے بنی سلمہ جابر کے قبیلہ والوں سے کہا : جب تک کہ جابر خود نہ آئے کسی کو کوئی تحفظ نہیں ہے۔ میرے رشتہ دار میرے پاس آئے اور کہا :خدا کی قسم ہمارے ساتھ چلو اور اپنی جان اور اپنے رشتے داروں کے جانوں کی حفاظت کرو ، کیونکہ اگر آپ نےایسا نہیں کیا تو ہمارے لوگ مارے جائیں گے اور ہمارے اہل خانہ کو اسیر کیاجائے گا۔

جابر نے ایک رات سوچنے کے بعد رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ام سلمہ کی خدمت میں مشورہ کرنے کے لئے چلاگیاتوانہوں نے جابر سے کہا: اس کی بیعت کرواوراپنی اور رشتہ داروں کی جان بچاو اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ بیعت، بیعت ضلالت ہے۔یہ تقیہ ہی تھا جس نے اصحاب کہف کو مجبور کیا کہ وہ دوسرے لوگوں کی مانند گردن میں صلیب لٹکائیں اور ان کی تقریبات میں شرکت کریں۔۱۰۔

بعض روایات کے مطابق رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جابر کا رابطہ ہمیشہ دوستانہ اور محبت آمیز تھا۔ایک دفعہ جابر بیمار پڑ گئے تورسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے لئے اس وقت تشریف لے گئے جب وہ اپنی تندرستی سے مایوس ہوچکے تھے۔ جابر نے بہنوں کے درمیان ترکے کی تقسیم کے بارے میں مختلف سوالات پوچھا۔رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے

انہیں طویل عمر کی خوشخبری دی اور ان کے سوال کے جواب میں یہ آیت(يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّہُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلاَلَۃِ إِنِ امْرُؤٌ ہَلَكَ لَيْسَ لَہُ وَلَدٌ وَلَہُ أُخْتٌ فَلَہَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَہُوَ يَرِثُہَآ إِن لَّمْ يَكُن لَّہَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَہُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِن كَانُواْ إِخْوَۃً رِّجَالاً وَنِسَاء فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّہُ لَكُمْ أَن تَضِلُّواْ وَاللّہُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ)(لوگ آپ سے (کلالہ کے بارے میں) دریافت کرتے ہیں، ان سے کہدیجیے: اللہ کلالہ کے بارے میں تمہیں یہ حکم دیتا ہے: اگر کوئی مرد مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو اسے (بھائی کے) ترکے سے نصف حصہ ملے گا اور اگر بہن (مر جائے اور اس) کی کوئی اولاد نہ ہو تو بھائی کو بہن کا پورا ترکہ ملے گا اور اگر بہنیں دو ہوں تو دونوں کو (بھائی کے) ترکے سے دو تہائی ملے گا اور اگر بھائی بہن دونوں ہیں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہو گا، اللہ تمہارے لیے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کا پورا علم رکھتا ہے)۱۱۔ نازل ہوئی جو آیت کلالہ کے نام سے مشہور ہے۔۱۲۔

جابر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث نقل کرنے کے علاوہ صحابہ اور حتی بعض تابعین سے بھی روایات نقل کی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام، طلحہ بن عبیداللہ، عمار بن یاسر، معاذ بن جبل، اور ابو سعید خدری ان اصحاب میں سے ہیں جن سے جابر نے روایات نقل کی ہے۔۱۳۔ جابر اس قدر دینی معارف و تعلیمات

حاصل کرنے کے طالب و مشتاق تھے کہ انھوں نے ایک صحابی رسول سے براہ راست حدیث رسول سننے کے لئے شام کا سفر اختیار کیا۔۱۴۔اس شوق نے آخرِ عمر میں جابر کو خانۂ خدا کی مجاورت پر آمادہ کیا تاکہ وہاں رہ کر بعض حدیثیں سن لیں۔۱۵۔وہ حدیث کے سلسلے میں نہایت بابصیرت اور نقاد تھے ۔مشہور شیعہ احادیث کی اسناد میں جابر کا نام ذکر ہوا ہے۔ ان مشہور احادیث میں حدیث غدیر،۱۶۔ حدیث ثقلین، ۱۷۔ حدیث انا مدینہ العلم ،۱۸۔حدیث منزلت، ۱۹۔ حدیث رد الشمّس،۲۰۔اور حدیث سد الابواب ۲۱۔ شامل ہیں۔

اسی طرح جابر ان احادیث کے بھی راوی ہیں جن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد بارہ ائمہ کے اسمائے گرامی بیان فرمائے ہیں۲۲۔اور حضرت مہدی(عج) کی خصوصیات متعارف کرائی ہیں۔۲۳۔حدیث لوح ان مشہور احادیث میں سے ہے جو جابر نے نقل کی ہے اور ان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین ائمۂ اثناعشر کے اسمائے گرامی بیان ہوئے ہیں۔۲۴۔

شیخ طوسی نے جابر کوامام حسین علیہ السلام کے اصحاب کے طور پر ذکر کیاہے۔۲۵۔ واقعۂ کربلا اور شہادت امام حسین علیہ السلام کے وقت جابر بن عبداللہ انصاری مدینے کے معمر بزرگوں میں شمار ہوتے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کے

لئے فکر مند تھے۔امام حسین علیہ السلام نے عاشورا کے روز میدان کربلا میں عبید اللہ بن زیاد کی جانب سے بھیجے گئے لشکر سے خطاب کرتے ہوئے جابر بن عبداللہ کا نام اپنے مدعا کے گواہ کے طور پر پیش کیا ہے۔۲۶۔ عاشورہ کے دن جب امام نے دشمن سے مخاطب ہو کر خطبہ دیا توآپ نے فرمایا : کیا میں تم لوگوں کے نبی کی بیٹی کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا میں رسول اللہ کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں نہیں فرمایا: یہ دو نوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں؟ اگر تمہیں لگتا ہے کہ یہ سب باتیں صحیح نہیں توکچھ اصحاب ہیں ان سے پوچھو جیسے جابر بن عبد اللہ انصاری اور ابو سعید خدری وغیرہ ...۲۷۔

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر سننے کے کچھ دن بعد ہی جابر بن عبد اللہ انصاری نے کربلا کا سفر شروع کیا۔یزید اور ابن زیاد جیسے ظالم اور سفاک افراد نے بھی اسے اس سفر سے نہیں روکا۔ جابر کے ساتھ اس سفر میں اس کا شاگرد عطیہ عوفی بھی تھا۔ شیخ طوسی نے جابر کو امام حسین علیہ السلام کا پہلا زائر قرار دیا ہے جو ۲۰ صفر ۶۱ ہجری کو کربلا میں وارد ہوئے۔۲۸۔

طبری اپنی سند کے ساتھ عطیہ عوفی سے نقل کرتا ہے کہ عطیہ عوفی نے کہا کہ: عن عطیّة العوفی: خَرَجتُ مَعَ جابِرِ بنِ عَبدِ اللهِ الأنصارِیِّ زائِرَینِ قَبرَ الحُسَینِ بنِ عَلِیٍّ بنِ أبی

طالبِ علیه السلام، فَلَمّا وَرَدنا كَربَلاءَ دَنا جابِرٌ من شاطئِ الفُرات فَاغتَسَلَ، ثُمَّ اتَّزَرَ بِإزارٍ وَارتَدی بِآخَر، ثُمَّ فَتَحَ صُرَّةً فيها سُعدٌ فَنَثَرَها عَلی بَدَنِه، ثُمَّ لَم يَخطُ خُطوَةً إلّا ذَكَرَ اللهَ تَعالی.
حَتّی إذا دَنا مِنَ القَبرِ قال: أَلمسنيه فَأَلمَستُهُ فَخَرَّ عَلَی القَبرِ مَغشِيّا عَلَيه فَرَشَشتُ عَلَيهِ شَيئا مِنَ الماء فَلَمّا أفاقَ قال: يا حُسَينُ ثَلاثا ثُمَّ قال: حَبيبٌ لا يُجيبُ حَبيبَهُ. ثُمَّ قال: وأنّی لَکَ بِالجَوابِ وقَد شُحطَت أوداجُکَ عَلی أثباجِک، وفُرِّقَ بَينَ بَدَنِکَ ورَأسِک، فَأَشهَدُ أنَّکَ ابنُ خاتَمِ النَّبِيّين وَابنُ سَيِّدِ المُؤمنين وَابنُ حَليفِ التَّقوی وسَليلِ الهُدی وخامِسُ أصحابِ الكِساء وَابنُ سَيِّدِ النُّقَباء وَابنُ فاطِمَةَ سَيِّدَةِ النِّساء وما لَکَ لا تَكونُ هكَذا وقَد غَذَّتکَ كَفُّ سَيِّدِ المُرسَلين ورُبِّيتَ فی حِجرِ المُتَّقين ورُضِعتَ مِن ثَدیِ الإيمانِ وفُطِمتَ بِالإِسلام فَطِبتَ حَيّا وطِبتَ مَيِّتا غَيرَ أنَّ قُلوبَ المُؤمنينَ غَيرُ طَيِّبَةٍ لِفِراقِک ولا شاكَّةٍ فی الخِيَرَةِ لَکَ فَعَلَيکَ سَلامُ اللهِ و رِضوانُهُ وأشهَدُ أنَّکَ مَضَيتَ عَلی ما مَضی عَلَيهِ أخوکَ يَحيَی بنُ زَكَرِيّا.

میں جابر بن عبد اللہ انصاری کے ساتھ حسین بن علی علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرنے کے لئے کوفہ سے نکلے۔ جب ہم کربلا پہنچے تو جابر فرات کے ساحل کے قریب گیا اور غسل انجام دیا اور محرم افراد کی طرح ایک چادر پہنا، پھر ایک تھیلی سے خوشبو نکالا اور اپنے آپ کو اس خوشبو سے معطر کیا اور ذکر الٰہی کے ساتھ قدم اٹھانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ حسین ابن علیؑ کے مرقد کے قریب پہنچا۔ جب ہم نزدیک پہنچے تو جابر نے کہا: میرا ہاتھ قبر حسین پر رکھو۔ میں نے جابر کے ہاتھوں کو قبر حسین پر رکھا۔ اس نے قبر حسین ابن علی کو سینے سے لگایا اور بے ہوش ہو گیا۔ جب میں نے اس کے اوپر پر پانی ڈالا تو وہ ہوش میں آیا۔ اس نے تین مرتبہ یا

حسین کہ کر آواز بلند کیا اور کہا: (حبیب لا یجیب حبیبه) کیا دوست دوست کو جواب نہیں دیتا؟ پھر جابر خود جواب دیتا ہے "آپ کس طرح جواب دوگے کہ آپ کے مقدس کو جسم سے جدا کیا گیا ہے ؟میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ پیغمبر خاتم اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور فاطمہ زہرا کے فرزند ہیں اور آپ اس طرح کیوں نہ ہو، کیونکہ خدا کے رسول نے اپنے دست مبارک سے آپ کو غذا دیا ہے اور نیک لوگوں نے آپ کی پرورش اور تربیت کی ہے۔ آپ نے ایک پاک اور بہترین زندگی اور بہترین موت حاصل کی ہے اگرچہ مومنین آپ کی شہادت سے محزون ہیں سے نالاں ہیں ۔خدا کی رضایت اور سلام شامل حال ہو اے فرزند رسول خدا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کو ایسی شہادت نصیب ہوئی جیسے یحیٰ بن زکریا کو نصیب ہوا تھا۔

ثُمَّ جالَ بِبَصَرِهِ حَولَ القَبرِ وقال: السَّلامُ عَلَيكُم أيَّتُهَا الأرواحُ الَّتی حَلَّت بِفِناء الحُسَينِ وأناخَت بِرَحلِه وأشهَدُ أنَّكُم أقَمتُمُ الصَّلاةَ وآتَيتُمُ الزَّكاةَ ، وأمَرتُم بِالمَعروفِ ونَهَيتُم عَنِ المُنكَرِ وجاهَدتُمُ المُلحدين وعَبَدتُمُ اللهَ حَتّى أتاكُمُ اليَقينُ. وَالَّذی بَعَثَ مُحَمَّدا بِالحَقِّ نَبِيّا لَقَد شارَكنا كُم فيما دَخَلتُم فيه. قالَ عَطِيَّةُ: فَقُلتُ لَهُ: يا جابِرَ ! كَيفَ ولَم نَهبِط واديا ولَم نَعلُ جَبَلاً ولَم نَضرِب بِسَيفٍ وَ القَومُ قَد فُرِّقَ بَينَ رُؤوسِهِم وأبدانِهِم، وأُوتِمَت أولادُهُم و أرمَلَت أزواجُهُم ؟! فَقال: يا عَطِيَّةُ ! سَمِعتُ حَبيبی رَسولَ اللهِ صلی الله عليه و آله يَقولُ: مَن أحَبَّ قَوما حُشِرَ مَعَهُم و مَن أحَبَّ عَمَلَ قَومٍ اُشرِكَ فی

عَمَلِهِم وَالَّذى بَعَثَ مُحَمَّدا بِالحَقِّ نَبِيّا إنَّ نِيّتى ونِيّةَ أصحابى عَلى ما مَضى عَلَيهِ الحُسَينُ عليه السلام وأصحابُهُ خُذوا بى نَحوَ أبياتِ كوفانَ

اس کے بعد جابر نے سید الشہداء علیہ السلام کے اطراف میں موجود قبروں کی طرف دیکھا اور کہا: سلام ہو آپ لوگوں پر اے پاکیزہ ہستیاں کہ آپ لوگوں نے حسین ابن علی علیہ السلام کی راہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگوں نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کیا اور ملحدوں کے ساتھ جہاد کیا اور خدا کی اتنی عبادت کی کہ یقین کے مرحلہ تک پہنچ گئے ہو۔ قسم اس ذات کی جس نے حضرت محمد مصطفیٰ کو نبوت اور رسالت پر مبعوث کیا ہم بھی آپ لوگوں کے اس عمل میں شریک ہیں۔

عطیہ کہتے ہیں: میں نے جابر سے پوچھا: ہم کس طرح ان کے ساتھ ثواب میں شریک ہو سکتے ہیں جب کہ ہم نہ کوئی بھی کام انجام نہیں دیا ہے۔نہ ہم نے تلوار ہاتھوں میں لیا ہے نہ ہم نے کسی سے جنگ کی ہے لیکن ان لوگوں کے سروں کو ان کے جسموں سے جدا کیا گیا ہے ۔ان کے بچے یتیم ہو گئے ہیں اور ان کی شریک حیات بیوہ ہو گئی ہیں ؟ جابر نے مجھے جواب دیا اے عطیہ ! میں نے اپنے محبوب رسول خدا سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر کوئی کسی گروہ کو چاہتا ہے تو وہ اس گروہ کے ساتھ محشور ہوں گے ، اور جو بھی کسی گروہ کے عمل سے راضی ہو تو وہ بھی اس گروہ کے اعمال میں شریک ہیں۔اس ہستی کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ کو مبعوث کیا ہے کہ میرا اور دوسرے چاہنے والوں کو ارادہ بھی وہی ہے جو امام حسین علیہ السلام اور ان کے

باوفا اصحاب کا تھا۔ پھر اس کے بعد جابر نے کہا: میرا ہاتھ پکڑو اور مجھے کوفہ کی طرف لے چلو۔

فَلَمّا صِرنا فی بَعضِ الطَّریقِ قالَ: یا عَطِیَّۃُ ! ھَل اُوصیکَ وما أظُنُّ أنَّنی بَعدَ ھذہِ السَّفَرَۃَ مُلاقیک؟ أحبِب مُحبَّ آلِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ و آلہ ما أحَبَّھُم وأبغِض مُبغضَ آلِ مُحَمَّد ما أبغَضَھُم وإن کانَ صَوّاما قَوّاما، وَارفُق بِمُحبِّ مُحَمَّد وآلِ مُحَمَّد ، فَإنَّہُ إن تَزِلَّ لَہُ قَدَمٌ بِکَثرَۃِ ذُنوبِہِ ثَبَتَت لَہُ أُخری بِمَحَبَّتِھِم ، فَإنَّ مُحِبَّھُم یَعودُ إلَی الجَنَّۃِ ، ومُبغِضَھُم یَعودُ إلَی النّارِ.

جابر کوفہ کی طرف جاتے ہوئے کہتا ہے: اے عطیہ ! کیا تم چاہتے ہو کہ میں تجھے وصیت کروں؟ کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ اس سفر کے بعد میں تم سے دوبارہ ملوں۔ اے عطیہ ! آل محمد کے چاہنے والوں سے محبت کرو جب تک کہ وہ آل محمد سے محبت اور دوستی کرتے ہیں۔ آل محمد کے دشمنوں سے عداوت کرو جب تک کہ وہ آل محمد سے دشمنی کرتے ہیں گرچہ وہ دن کو روزہ رکھتا ہو اور رات کو شب بیداری میں ہی کیوں نہ گزارتا ہو۔ آل محمد کے چاہنے والوں کے ساتھ رواداری اور نرمی سے پیش آجاو کیونکہ اگر ان کے پاؤں گناہوں کی بوجھ کو برداشت نہ کر سکے تو ان کا دوسرا پاؤں آل محمد کی محبت کی وجہ سے مضبوط اور ثابت قدم رہے گا۔ بے شک آل محمد کے چاہنے والے جنت میں جائیں گے جبکہ ان کے دشمن جہنم میں چلے جائیں گے۔ ۲۹۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کے آغاز پر آپ کے اصحاب کی تعداد بہت کم تھی اور جابر ان ہی انگشت شمار اصحاب میں شامل تھے۔ وہ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے حجاج بن یوسف ثقفی کے تعاقب سے محفوظ تھے۔۳۰۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جابر بن عبداللہ انصاری سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا: اے جابر: تم اس قدر عمر پاؤ گے کہ میری ذریت میں سے ایک فرزند کا دیدار کرو گے جو میرے ہم نام ہوں گے۔ وہ علم کا چیرنے پھاڑنے والا ہے یبْقَرَالعلم بَقْراً؛ علم کی تشریح کرتا ہے جیسا کہ تشریح و تجزیہ کا حق ہے۔ پس میرا سلام انہیں پہنچا دو۔۳۱۔جابر کو اس فرزند کی تلاش تھی حتی کہ مسجد مدینہ میں پکار پکار کر کہتے تھے "یا باقَرالعلم" اور آخر کار ایک دن امام محمد بن علی علیہ السلام کو تلاش کیا ان کا بوسہ لیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام انہیں پہنچایا۔

جابر عمر کے آخری سالوں میں ایک سال تک مکہ میں بیت اللہ کی مجاورت میں مقیم رہے۔اس دوران عطاء بن ابی رَباح اور عمرو بن دینار سمیت تابعین کے بعض بزرگوں نے ان سے دیدار کیا۔ جابر عمر کے آخری برسوں میں نابینا ہوئے اور مدینہ میں دنیا سے رخصت ہوئے۔۳۲۔مزّی نے جابر کے سال وفات کے بارے میں بعض روایات نقل کی ہیں جن میں جابر کے سال وفات کے حوالے سے اختلاف سنہ ۶۸ تا سنہ ۷۹

ہجری تک ہے۔۳۳۔ بعض مؤرخین اور محدثین سے منقولہ روایت کے مطابق جابر بن عبداللہ انصاری نے سنہ ۷۸ ہجری میں ۹۴ سال کی عمر میں وفات پائی اور والی مدینہ ابان بن عثمان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔۳۴۔

حوالہ جات:

۱۔ابن کثیر دمشقی، جامع المسانید، ج ۲۴، ص ۳۵۹.

۲۔ بلاذری، انساب الاشراف، ج۱، ص ۲۸۶؛ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، ج۱۱، ص۲۰۸، ۲۱۱۔

۳۔ حسین واثقی، جابر بن عبداللہ انصاری، ص ۶۳ ۔ ۵۰۔

۴۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱۳، ص ۲۲۹؛ابن شہر آشوب، المناقب، ج ۲، ص ۷؛مسعودی، التنبیہ و الاشراف، ص ۱۹۸۔

۵۔ شیخ صدوق، الامالی، ص ۷۴ و علل الشرایع، ص ۱۴۲؛ بحارالانوار، ج ۳۸، ص ۶ ۔ ۷۔

۶۔ علی احمدی میانجی، مواقف الشیعہ، ج ۳، ص ۲۸۱۔

۷۔ابن شعبہ حرانی، تحف العقول، ص ۱۸۶ ۔ ۱۸۸؛ بحارالانوار، ج ۷۰، ص ۱۰۰ ۔ ۱۰۱۔

۸۔ابن عبدالبرّ، الاستیعاب، ج۱، ص ۲۲۰؛ابن اثیر جزری، اسد الغابہ، ج۱، ص ۳۰۸. شیخ صدوق، من لایحضرہ الفقیہ، ج۱، ص ۳۲۳؛ شیخ طوسی، تہذیب الاَحکام، ج ۳، ص ۲۶۴؛ بحارالانوار، ج ۳۳، ص ۴۳۹۔

۹۔ نصر بن مزاحم منقری، وقعۃ صفین، ص ۲۱۷۔

۱۰۔ تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۹۷ ۔ ۱۹۸؛ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۱۰؛ ثقفی، الغارات، ج ۲، ص ۶۰۶۔

۱۱۔ سورہ نساء (۴) ۱۷۶۔

۱۲۔ طبری، جامع طبری؛ و محمد بن طوسی، التبیان فی التفسیر القرآن۔

۱۳۔ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، ج۱۱، ص ۲۰۸-۲۰۹؛مزی، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج ۴، ص ۴۴۴۔

۱۴۔ خطیب بغدادی، الرّحلۃ فی طلب الحدیث، ۱۳۹۵، ۱۳۹۵، ص۱۰۹۔ ۱۱۸۔

۱۵۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۳، ص۱۹۱۔

۱۶۔ عبدالحسین امینی، الغدیر فی الکتاب والسنۃ والادب، ج۱، ص۵۷۔۶۰۔

۱۷۔ صفار قمی، بصائر الدرجات فی فضائل آل محمد «ص »، ص ۴۱۴۔

۱۸۔ ابن ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ج ۲، ص ۳۴۔

۱۹۔ ابن بابویہ، معانی الاخبار، ۱۳۶۱ش، ص ۴۷۔

۲۰۔ مفید، الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، ج۱، ص۳۴۵۔۳۴۶۔

۲۱۔ ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ج ۲، ص۱۸۹۔۱۹۰۔

۲۲۔ ابن بابویہ، کمال الدین و تمام النعمہ، ۱۳۶۳ش، ج۱، ص۲۵۸۔۲۵۹؛ ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ج۱، ص ۲۸۲۔

۲۳۔ ابن بابویہ، کمال الدین و تمام النعمۃ، ۱۳۶۳ش، ج۱، ص ۲۵۳، ۲۸۶، ۲۸۸۔

۲۴۔ رجال طوسی، ص ۲۷۔

۲۵۔ محمد بن یعقوب کلینی، الاصول من الکافی، ج۱، ص۵۲۷ ۔ ۵۲۸؛ ابن بابویہ، کمال الدین و تمام النعمہ، ۱۳۶۳ ش، ج۱، ص۳۰۸۔۳۱۳۔ مفید، الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، ج ۲، ص۹۷۔

۲۶۔ ارشاد مفید، ص ۲۳۴ و بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۶۔

۲۷۔ شیخ طوسی، مصباح المتہجد، ص ۷۳۰ و بحارالانوار، ج ۹۵، ص ۱۹۵۔

۲۸۔ عمادالدین قاسم طبری آملی، بشارۃ المصطفیٰ، ص ۱۲۵، حدیث ۷۲؛ بحارالانوار، ج ۶۸، ص ۱۳۰، ح ۶۲.

۲۹۔ محمد بن ابوالقاسم عمادالدین طبری، بشارۃ المصطفیٰ لشیعۃ المرتضی، ص ۷۴۔ ۷۵۔